

حضرت عثمانؓ کے سرکاری خطوط

جناب ڈاکٹر خورشید احمد فاروق صاحب اساتذہ ادبیات عربیہ دہلی یونیورسٹی

محرم ۳۲ھ میں عثمان غنیؓ نے خلافت کا چارج لیا، اب سے دس گیارہ سال پہلے کے مقابلہ میں جب عمر فاروقؓ نے خلیفہ ہوئے تھے عربوں کا سیاسی و معاشی اُفت بہت بدل گیا تھا، اُس وقت وہ غریب تھے، اُن کی قومی آمدنی بہت کم تھی، اور اُن کی فوجیں عرب - عراق اور عرب - شام سرحد سے آگے نہیں بڑھی تھیں، عثمان غنیؓ خلیفہ ہوئے تو ایک بہت بڑی حکومت مصر، شام، عراق، فارس، بھستان اور مکران کے وسیع علاقوں پر مشتمل، اُن کے قبضہ میں آچکی تھی، انھوں نے مفتوحہ ممالک میں اپنی چھاؤنیاں بنائی تھیں اور ماتحت اقوام سے مقررہ جزیہ اور خراج وصول کر رہے تھے، اُن کی تنخواہیں اور راشن مقرر ہو گئے تھے اور اُن میں سے اکثر دو ڈھائی ہزار روپے سالانہ تک کے مزید وظائف بھی پاتے تھے جو عمر فاروقؓ نے ابتدائی معرکوں میں شریک ہونے والوں کے لئے مقرر کئے تھے، اسی طرح مدینہ کا ہر آزاد فرد، بچہ سے لیکر بوڑھے تک تنخواہیں، غلہ کاراشن اور سالانہ وظائف لے رہا تھا، اس کے علاوہ تجارت کا وسیع میدان کھُل گیا تھا، مدینہ کے متعدد اکابر قریش تجارت، جاہداد اور زراعت کی آمدنی سے خوب مالدار ہوتے جا رہے تھے۔ دولت و فرصت پاکم عربوں میں وہ خاندانی رقابتیں اور نسلی تعصبات جو فوجی سرگرمیوں، مشرکہ خطروں اور فقر و افلاس کے بیچ رہ گئے تھے، پھر سر اٹھانے لگے۔

عثمان غنیؓ کے الیکشن سے مدینہ میں ایک نئی صورت حال پیدا ہو گئی تھی، یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ انتقال سے پہلے عمر فاروقؓ نے چھ اکابر صحابہ نامزد کئے تھے جن میں سے اکثریت رائے کے ساتھ

کسی ایک کو خلیفہ منتخب کرنا تھا، عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا انتخاب ہوا تو باقی پانچ اکابر میں سے تین کو ان کا خلیفہ ہونا ناگوار گذرا۔ حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ ان میں سے ہر ایک خود کو خلافت کا اہل اور حقدار سمجھتا تھا، تینوں رسول اللہؐ کے عزیز تھے۔ اس فضیلت کے علاوہ حضرت علیؓ کے پاس قیامت تھی، طلحہؓ اور زبیرؓ کے پاس دولت، مدینہ میں چار سیاسی پارٹیاں ہو گئیں، ایک حکومت یا عثمان غنیؓ کی پارٹی جس میں بنو امیہ کی اکثریت تھی، دوسری حضرت علیؓ کی پارٹی، تیسری حضرت طلحہؓ کی اور چوتھی حضرت زبیرؓ کی، ان پارٹیوں نے حکومت کے مقابلہ میں محاذ بنالیا اور خلیفہ اور ان کی کارروائیوں پر نقد کرنے لگیں، حج کے زمانہ میں جب سارے اسلامی قلمرو کے مسلمان مکہ میں جمع ہوتے تو ہر پارٹی اُن کے سامنے حکومت کی مذمت کرتی اور اپنے اپنے امیدواروں کی منقبت بیان کرتی، چند سال کے اندر اندر تمام بڑے شہروں اور صدر مقاموں میں تینوں پارٹیوں کے حامی اور حکومت کے مخالف پیدا ہو گئے، عثمان غنیؓ کے بہت سے خطوط کو سمجھنے کے لئے اس پس منظر کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔

ہمارے بعض مورخ کہتے ہیں کہ خلیفہ ہو کر حضرت عثمانؓ نے چار عام فرمان لکھے، جن میں سے ایک گورنروں کے نام تھا، دوسرا خراج انصروں کے نام، تیسرا سالارین فوج کے نام اور چوتھا عام مسلمانوں کے نام۔

۱۔ گورنروں کے نام

واضح ہو کہ خدا نے حکام اعلیٰ کو اس بات کی تاکید کی ہے کہ رعایا کی دیکھ بھال کریں اور اس بات کی تاکید نہیں کی ہے کہ رعایا سے ٹیکس وصول کریں، مسلمانوں کے اولین حاکم رعایا کے خادم تھے، تحصیل ٹیکس نہ تھے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے حکام اعلیٰ خدمت رعایا کے صحیح منصب سے ہٹ کر ٹیکس و خراج وصول کرنے کی تگ و دو میں لگ جائیں گے، اگر ایسا ہوا تو حیار، ایمان داری اور ایفا، عہد سب رخصت ہو جائیں گے، یاد رکھئے سب سے زیادہ صحیح طرز عمل یہ ہے کہ آپ مسلمانوں کے مفاد اور معاملات سے دلچسپی لیں۔ اسلام کے دیئے حقوق سے اُن کو بہرہ ور کریں اور اسلام کے جو حقوق اُن پر ہیں، وہ اُن سے

وصول کریں۔ مسلمانوں کے بعد ذمیوں کے معاملات و مفاد سے آپ کو دلچسپی لینینی چاہیئے، آپ کے ذمے اُن کے جو حقوق ہیں وہ اُن کو دیجئے اور اُن کے ذمہ آپ کے جو حقوق ہیں وہ اُن سے لیجئے، ذمیوں کے بعد دشمنوں سے آپ کا طرز عمل درست ہونا چاہیئے۔ ایسا نذاری اور وفائے عہد کے ذریعہ اُن پر فتح حاصل کیجئے۔ (تاریخ الامم والملوک ابن جریر طبری پہلا مصری ایڈیشن ۴۴/۵)

۲۔ سرحدوں کے فوجی کمانڈروں کے نام

” واضح ہو کہ آپ مسلمانوں کے نگہبان و محافظ ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کے ساتھ بدسلوکی کی صورت میں) آپ کے لئے جو سزا مقرر کی تھی اس سے ہم واقف ہیں بلکہ ہمارے مشورہ ہی سے وہ سزا مقرر کی گئی تھی، خیال رکھئے آپ کی کسی بدعنوانی کی شکایت میرے پاس نہ آئے، اگر ایسا نہ ہوا تو آپ کا منصب چھن جائے گا۔ اور آپ سے بہتر لوگوں کو آپ کی جگہ مقرر کیا جائیگا، اپنی سیرت پر نظر احتساب رکھئے۔ مجھ پر بحیثیت خلیفہ جو ذمہ داریاں ہیں میں اُن کو ضرور انجام دوں گا (تاریخ الامم ۴۴/۵)

۳۔ خراج افسروں کے نام

” واضح ہو کہ خدا نے مخلوق کو حق و انصاف کے ساتھ پیدا کیا ہے اس لئے وہ بس حق و انصاف ہی قبول کر سکتا ہے، لہذا جب آپ خراج وصول کریں تو حق و انصاف سے کام لیں اور جب دوسروں کے حقوق ادا کریں تو حق و انصاف سے ادا کریں، میری طرف سے دیانت داری کی سخت تاکید ہے، اس پر ثابت قدمی سے قائم رہتیئے، ایسا نہ ہو کہ دیانت کا دامن سب سے پہلے آپ ہی کے ہاتھ سے چھوٹے اور انگی نسلوں کے سامنے بد دیانتی کا نمونہ آپ ہی بن کر آئیں، امانت و دیانت کے ساتھ ضروری ہے کہ آپ اپنے عہد و پیمان پر بھی قائم رہیں کسی یتیم کا حق نہ ماریئے اور نہ کسی معاہدہ کے ساتھ زیادتی کیجئے۔ کیونکہ اُن کے ساتھ زیادتی کرنے والے سے خدا مواخذہ کر لے گا۔ (تاریخ الامم ۴۴/۵)

۴۔ عام مسلمانوں کے نام

دفع ہو کر آپ نے جو کامیابی اور سر بلندی حاصل کی ہے وہ اقتدار و اتباع کے ذریعہ حاصل کی ہے، خیال رکھئے کہ دنیا کی محنت میں پڑ کر آپ صحیح راستہ سے بھٹک نہ جائیں۔ مجھے اس بات کے پورے آثار نظر آرہے ہیں کہ آپ جب خوب عیش و عشرت میں پڑ جائیں گے، جب کینزوں سے آپ کی اولاد بالغ ہو جائے گی اہم بدو عربوں اور غیر عربوں میں قرآن خوانی عام ہو جائیگی تو آپ اقتدار و اتباع کو چھوڑ کر اپنی رائے اور اجتہاد سے کام لینے لگیں گے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے الکفر فی العجہ غیر عربوں کی سمجھ میں جب کوئی بات نہیں آتی ہے تو وہ اجتہاد ورائے سے کام لینے لگتے ہیں۔ (تاریخ الامم ۵/۴۵)

۵۔ ولید بن عقبہ کے نام

ولید بن عقبہ عثمان غنیؓ کے سوتیلے بھائی تھے۔ عمر فاروقؓ نے ان کو میسور بڑھانے میں افسر خراج مقرر کیا تھا۔ ابو بکر صدیقؓ اور رسول اللہؐ کے عہد میں بھی وہ ٹیکس کلکٹر رہ چکے تھے، ۲۵ھ میں عثمان غنیؓ نے ان کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا، کوفہ کی وسیع عملداری میں آذربایجان کا صوبہ بھی شامل تھا جو آج کل روس کے قبضہ میں ہے۔ یہ بحر کیسپین کے جنوب مغربی ساحل پر پھیلا ہوا تھا اور مغرب میں اس کی حد آرمینیا سے ملتی تھی جو بازنطینی حکومت کا ایک صوبہ تھا اور آج کل روس کی ایک ریاست ہے۔ عمر فاروقؓ کے آخر دور خلافت یعنی ۲۲ھ میں کوفہ کی ایک فوج نے آذربایجان پر چڑھائی کی تھی، چونکہ یہ پہاڑی اور دشوار گزار علاقہ تھا، مسلمان اس کو باقاعدہ فتح نہ کر سکے، ان کی ترک تازی سے گھبرا کر یہاں کے رئیسوں نے تقریباً چار لاکھ روپے سالانہ خراج منظور کر لیا، سال ڈیڑھ سال بعد جب عمر فاروقؓ کا انتقال ہوا تو انھوں نے مقررہ رقم دینے سے انکار کر دیا اور حکومت کوفہ کے نمائندوں کو ملک سے نکال دیا، ولید بن عقبہ گورنر ہو کر آئے تو انھوں نے کوفہ کا ماحول افسردہ، انجیر پایا، عثمان غنیؓ اور ان کی حکومت کے خلاف ایک تحریک وجود میں آچکی تھی، بہت سے لوگ خود ان کے مقرر سے ناخوش تھے، ولید نے بڑی احتیاط، رواداری

اور فراخ دلی سے حکومت کی اور سب کو خوش رکھنے کی کوشش کی، عوام تو ایک حد تک اُن سے مطمئن رہے لیکن بہت سے مذہبی و قبائلی اکابر نے اُن کے ساتھ تعاون نہیں کیا، اس کی وجہ یہ تھی کہ مدینہ کی سیاسی پارٹیوں کے ایجنٹ اپنا کام کر رہے تھے، دوسری طرف فرصت و شکم سیری اپنا تخریبی پارٹ ادا کر رہی تھی، ولید نے اہل کوفہ اور بالخصوص مذہبی و قبائلی اکابر کو خوش کرنے کی ایک اور کوشش کی، آذربجان کا خراج بند ہونے سے کوفہ کے خزانہ کو چار لاکھ روپے کا خسارہ ہو رہا تھا، ولید نے سوچا اگر میں یہ خراج بحال کر دوں یا آذربجان کو فتح کر لوں تو سب لوگ خوش ہو جائیں گے اور میری قدر کریں گے، اُنھوں نے آذربجان پر چڑھائی کر دی، منصوبہ یہ تھا کہ آذربجان فتح کر کے اس سے ملحق صوبے آرمینیا بھی فتح کریں گے، آذربجان میں حسب سابق مشکلات پیش آئیں اور بزورِ قوت اس پر قبضہ نہ ہو سکا، عربوں کی ترکنازی سے بچنے کے لئے وہاں کے رئیسوں نے خراج کی سابقہ رقم پھر دینا منظور کر لی، آذربجان سے فارغ ہو کر ولید نے ایک فوج آرمینیا بھیجی، یہ ملک بھی پہاڑی تھا دروں اور جنگلات سے بھرا ہوا، اس پر بھی قبضہ نہ ہو سکا، لیکن مال غنیمت خوب ملا، ولید بن عقبہ آذربجان کا خراج اور بہت سا مال غنیمت لیکر کوفہ واپس ہوئے، ابھی راستہ ہی میں تھے کہ بازنطینی حکومت نے آرمینیا میں اُن کی ترکنازی اور لوٹ مار کا بدلہ لینے کے لئے شام پرورش کر دی، گورنر شام امیر معاویہ پوری استعداد کے ساتھ مقابلہ کے لئے بڑھے لیکن ساتھ ہی اُنھوں نے مرکز سے بھی رسد طلب کی، عثمان غنیؓ نے ولید بن عقبہ کو جو اس وقت میسوپوٹامیا میں تھے، یہ مراسلہ بھیجا:-

” واضح ہو کہ معاویہ بن ابی سفیان نے مجھے خبر دی ہے کہ بازنطینی حکومت نے ایک بڑی فوج سے مسلمانوں پر یورش کر دی ہے، میں چاہتا ہوں کہ کوفہ کے لوگ اپنے شامی بھائیوں کی مدد کو جائیں، جس جگہ میرا قاصد تم کو یہ خط دے وہیں سے تم آٹھ فویادس ہزار سپاہیوں کی فوج ایک ایسے کمانڈر کی قیادت میں بھیج دو جو تمہارے خیال میں بہادر، جری اور مخلص مسلمان ہو“

(تاریخ الامم ۵/۲۶)

۶۔ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے نام

وفات سے کچھ عرصہ پہلے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مصر کے مالی معاملات کی بہتر نگرانی کے لئے عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے رضاعی بھائی عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو افسر خراج مقرر کیا تھا اور مصر کے گورنر عمرو بن عاص کا دائرہ اختیار صرف سیاسی و جنگی امور تک محدود کر دیا تھا، مالی شعبہ کی علیحدگی عمرو بن عاص کو ناگوار گذری، عثمان غنی خلیفہ ہوئے تو عمرو مدینہ آئے اور کہا یا تو آپ مصر میں دو عملی ختم کیجئے یا میں استعفا دیتا ہوں، عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عبداللہ کا ریکارڈ اچھا ہے، اُن کی زیر نگرانی سرکاری آمدنی بڑھ گئی ہے اس لئے اُن کو افسر خراج کے عہدہ سے ہٹانا مناسب نہیں ہے، تم اپنے عہدہ پر رہو، وہ اپنے عہدہ پر، عمرو بن عاص اس کے لئے تیار نہ ہوئے اور استعفا رد کر دیا، عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن سعد کو افسر خراج کے ساتھ مصر کا گورنر بھی بنا دیا۔ عبداللہ مستعد اور لائق حاکم تھے، عمرو بن عاص کے ہوا خواہوں کو عبداللہ کا تقرر ناگوار، انھوں نے عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر کتبہ پروری کا الزام لگایا اور حکومت مدینہ پر لعن طعن کرنے لگے۔ مصر کا بندرگاہ اسکندریہ عیسائیت کا بہت بڑا مرکز تھا۔ ۲۱ھ میں سخت محاصرہ اور جنگ کے بعد عمرو بن عاص نے اس کو فتح کیا تھا۔ لیکن باز نسطینی حکومت اور مقامی عیسائی اس پر دوبارہ قبضہ کرنے کی براہ کوشش کرتے رہے۔ ۲۳ھ میں قسطنطینہ کی باز نسطینی حکومت کی پشت پناہی سے اسکندریہ میں ایک بغاوت ہوئی۔ پھر دوسری اور پہلی سے زیادہ منظم اور بڑے پیمانہ پر ۲۵ھ میں واقع ہوئی۔ اس بار بھی باز نسطینی حکومت کی فوج اور بیڑا باغیوں کی پشت پر تھا، اسکندریہ میں مسلمانوں کی جو فوجی چوکیاں تھیں، حملہ آور اُن کو معطل کر کے شہر میں گھس آئے کئی ماہ کے مقابلہ اور کافی نقصان کے بعد اسکندریہ دوبارہ فتح ہوا، اسکندریہ چونکہ ساحلی شہر تھا اور باز نسطینی بیڑے کی زد میں، اس لئے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ساحل پر متعدد فوجی چوکیاں بنوا دی تھیں جن کا مقصد خطرہ کے وقت حکومت کو مطلع کرنا اور دشمن کے اچانک حملہ کا مقابلہ کرنا تھا، باز نسطینی دونوں بار اُن چوکیوں کو معطل کر کے ہی شہر میں داخل ہوئے تھے، ضرورت تھی کہ ان

کو اور زیادہ مستحکم بنایا جائے، ذیل کا خط اسی موضوع پر ہے:-
 ”تمہیں معلوم ہے کہ امیر المومنین عمر بن اسکندریہ کی حفاظت کا کتنا خیال رکھتے تھے،
 رومی دوبارہ بغض عہد کر کے بغاوت کر چکے ہیں، اسکندریہ میں فوجی چوکیاں قائم رکھو، اور یہاں
 کی حفاظتی فوج کو (باقاعدگی اور فراخ دستی سے) ماہانہ اور ضروری سامان دیتے رہو، فوج
 باری باری سے چھ چھ ماہ یہاں رکھی جائے، فتوح مصر ابن عبدالحکم، اڈیٹر چارلس ٹوری
 لائن سن ۱۹۲۲ء ص ۱۹۲)

۷۔ معاویہ بن ابی سفیان کے نام

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے نصف آخر میں امیر معاویہ نے شام کے بندر گاہوں، عسکرا، صور
 یا فا وغیرہ کو جو باریظینی بیڑے کے اڈے تھے، فتح کر لیا تھا، یہاں سے نکلنے کے بعد باریظینی حکومت
 نے قریب کے جزیرہ قبرس میں بحری اڈہ بنالیا، امیر معاویہ کو اندیشہ تھا کہ کس باریظینی حکومت
 قبرس سے شام کے ساحل پر حملہ نہ کر دے، اس اندیشہ کے پیش نظر انھوں نے عمر فاروق سے قبرس
 پر چڑھائی کی اجازت مانگی، عمر فاروق نے اجازت نہ دی، وہ سمندری سفر کے خطروں سے وقت
 تھے اور بحری فوج کتنی کو ناپسند کرتے تھے بلکہ وہ تو اس درجہ محتاط تھے کہ اپنی فوجوں کو دریا
 پار تک چھاؤنیاں بنانے نہ دیتے تھے تاکہ کسی خطرہ کے وقت فوج کو گھر لوٹنے پاگھر سے اس
 کی مدد کو رسد پہنچنے میں دریا پار کرنے کی مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ عثمان غنی خلیفہ ہوئے
 تو امیر معاویہ نے حالات زیادہ موافق پا کر ان کو لکھا کہ قبرس ساحل شام سے قریب، اور دولت
 سے بھرپور جزیرہ ہے، اس کی فتح مسلمانوں کے لئے بڑی مبارک ثابت ہوگی، مجھے اس کو مسخر
 کرنے کی اجازت دیجئے، عثمان غنی اجازت دیتے ہوئے ہلچلپٹے، عمر فاروق کی طرح وہ
 بھی مسلمانوں کو بحری سفر اور جنگ کے خطروں میں نہ ڈالنا چاہتے تھے، چنانچہ انھوں نے لکھا:-
 ”تم کو معلوم ہے عمر حمہ اللہ نے کیا جواب دیا تھا جب تم نے ان سے سمندری جنگ کی
 اجازت مانگی تھی“ (فتوح البلدان بلاذری مصر ۱۳۱۵ھ ص ۱۵۹)

۸۔ معاویہ بن ابی سفیان کے نام

آپ ادھر پڑھ چکے ہیں کہ گورنر کوفہ ولید بن عقیقہ کی ارمینہ میں ترک تازی کا بدلہ لینے کے لئے قیصر روم نے شام پر حملہ کر دیا تھا، اس حملہ کو ناکام کرنے کے بعد امیر معاویہ کو فکر ہوئی کہ کہیں قیصر روم خبرس کے بحری اڈے سے فائدہ اٹھا کر سمندر کی طرف سے شام پر حملہ نہ کرے، اُن کا خیال تھا کہ جب تک قبرس پر مسلمانوں کا قبضہ نہ ہو جائے شام پر سمندری حملہ کا خطرہ ہر وقت منڈلاتا رہے گا۔ چنانچہ ۲۷ھ میں (بازنطینی حملہ کی ناکامی کے بعد) انھوں نے قبرس پر فوج کشی کے بارے میں مرکز سے پھر خط و کتابت کی۔ عثمان غنی اب بھی اجازت دینے کو تیار نہ ہوئے، وہ اب بھی اسی خیال میں تھے کہ امیر معاویہ فتح کے شوق میں قبرس پر فوج کشی کرنا چاہتے ہیں، رہا قبرس سے شام پر حملہ کا خطرہ تو اس باب میں خلیفہ کی دلیل یہ تھی کہ سمندر میں دشمن سے جنگ کی نسبت ساحل پر لڑنے میں نقصان کا کم امکان ہے، لیکن جب اُن کو بار بار اطمینان دلا یا گیا کہ سمندری سفر میں کوئی خطرہ نہیں تو انھوں نے ایک دلچسپ شرط کے ساتھ اجازت دیدی: ”اگر سمندر کے سفر میں تم اپنی بیوی کو ساتھ لے جاؤ تب تو میں اجازت دیتا ہوں ورنہ نہیں“ (فتوح البلدان بلاذری ۱۵۹)

۹۔ امیر معاویہ اور دوسرے گورنروں کے نام

آپ کا طرزِ عمل دیا ہی رہنا چاہیے جیسا کہ عمرؓ کے عہد میں تھا، آپ کی سیرت میں بُرائیاں نہ آئی چاہئیں، جن معاملات کا تصفیہ کرنے میں آپ کو وقت پیش آئے وہ ہمارے پاس بھیج دیجئے، ہم اس کے بارے میں قوم سے مشورہ کر کے آپ کو صحیح طریق کار سے مطلع کریں گے، دوبارہ تاکید ہے کہ آپ کے طور طریق ویسے ہی رہنے چاہئیں جیسا کہ عمرؓ کے زمانہ میں تھے۔ (تاریخ الامم ۵/۵۳)

(باقی آئندہ)